خوشی محمد ناظؔر

سالِ ولادت:۱۸۶۹ء سالِ وفات:۱۹۴۴ء

خوشی محمد ناظر ۱۸۶۹ء میں ''ہریاوالا'' ضلع گجرات کے ایک زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ان کا اصلی نام خوشی محمد اور ناظر تخلص ہے۔والد کا نام چودھری مولا داد تھا۔انھوں نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے مدرسے اور ثانوی تعلیم گجرات میں حاصل کی۔ان کی غیر معمولی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ ابتدائی وثانوی تعلیم کے دوران میں گاؤں کے فارسی مکتب میں بھی تعلیم پاتے رہے اور فارسی درسی کتب کا مطالعہ بھی کیا۔یہی وجہ ہے کہ میٹرک کے امتحان میں وہ پنجاب یونیورسٹی میں دوسرے نمبر پر رہے۔

۱۸۸۹ء میں انہوں نے علی گڑھ کالج میں داخلہ لیا جہاں ۱۸۹۳ء میں بی۔اے کا امتحان پاس کیا۔پھر الہ آباد یونیورسٹی سے فارسی اور انگریزی میں آنرز کیا۔تمام مسلمان طلبہ میں اول آنے کا اعزاز حاصل کرنے کی بنا پر انھیں طلائی تمغہ اور اور پورے کالج میں اوّل آنے پر ایک اور طلائی تمغہ بھی دیا گیا۔

علی گڑھ کالج سے فراغت حاصل کرنے کے بعد وہ کچھ عرصہ تک ''ریونیو منسٹر'' کے پرسنل اسسٹنٹ رہے اور ترقی کے مدارج طے کرتے کرتے خود ''ریونیو منسٹر'' کے عہدے تک پہنچ گئے۔مختلف عہدوں پر فائز رہنے کے بعد انہوں نے پینشن لے لی۔اس کے بعد نواب رام پور کے اصرار پر پانچ سال ریاست رام پور میں خدمات سرانجام دیں۔۱۹۲۹ء میں انھوں نے ضلع فیصل آباد کے ایک گاؤں چک جھمرہ میں رہائش اختیار کر لی۔یکم اکتوبر ۱۹۴۴ء کو سری نگر میں انتقال فرما گئے اور وہیں دفن ہوئے۔

ناظر نے شاعری کا آغاز قیامِ علی گڑھ کے دوران میں حالی اور پروفیسر آرنلڈ کی ادبی صحبتوں میں رہ کر، نیچرل شاعری کے انداز میں نظمیں لکھ کر کیا۔آرنلڈ نے نیچرل شاعری کی ترقی وترویج کے لیے دو سال تک بہترین نظم کے لیے انعام کا اعلان کیا تو دونوں مرتبہ ہی یہ انعام ناظر نے حاصل کیا۔انھوں نے انجمن حمایتِ اسلام کے کئی سالانہ جلسوں میں قومی نوعیت کی نظمیں پڑھیں جن میں ''درسِ عشق''، ''تصویرِ عبرت''، ''آیاتِ بینات'' خصوصاً لائقِ ذکر ہیں۔

قیامِ کشمیر (۱۹۰۱ تا ۱۹۰۶) کے دوران میں مناظر فطرت کی دلکشی اور رنگینی نے ناظر کو شاعرِ رنگیں نوا بنا دیا۔اس دور کی نظموں میں ''فردوس زمیں''، ''پانی میں لمودری''، ''شمشاد''، ''چنار''، ''کانگڑی'' اور ''جوگی'' اعلیٰ پائے کی یادگار نظمیں ہیں۔

نظم ''جوگی'' ناظر کی بہترین اور مقبول ترین نظم ہے جو نیچرل شاعری کی بڑی عمدہ مثال ہے۔فنی ہیئت کے اعتبار سے یہ ترکیب بند ہے جو دو حصوں ''نغمۂ حقیقت'' اور ''ترانۂ وحدت'' پر مشتمل ہے۔نظم میں عنوان اور موضوع کی مناسبت سے ہندی کے شیریں الفاظ کا بکثرت استعمال کیا گیا ہے۔نظم میں انداز کی دل کشی قاری کو متاثر کرتی ہے۔ناظر کے کلام میں جدید شاعری کے تمام لوازمات موجود ہیں۔نمایاں خصوصیات منظر نگاری اور بیان کا فطری انداز ہے جس میں سادگی اور اثر آفرینی بھی ہے اور موضوع کی نسبت سے تفصیلات کے بیان کی قدرت بھی۔

جوگی

کل صبح کے مطلعِ تاباں سے، جب عالم بُقعۂ نور ہوا
سب چاند ستارے ماند ہوئے، خورشید کا نور ظہور ہوا
مستانہ ہوائے گلشن تھی، جانانہ ادائے گلبن تھی
ہر وادی، وادیٔ ایمن تھی، ہر کوہ پہ جلوۂ طور ہوا
سب طائر مل کر گانے لگے، مستانہ وہ تانیں اُڑانے لگے
اشجار بھی وجد میں آنے لگے، گلزار بھی بزمِ سرور ہوا
تھا دل کش منظرِ باغِ جہاں اور چال صبا کی مستانہ
اس حال میں ایک پہاڑی پر جا نکلا ناظرؔ دیوانہ

☆☆☆

چیلوں نے جھنڈے گاڑے تھے، پربت پر چھاؤنی چھائی تھی
تھے خیمے ڈیرے بادل کے، کہرے نے قنات لگائی تھی
اک مست قلندر جوگی نے پربت پر ڈیرا ڈالا تھا
تھی راکھ جٹا میں جوگی کی اور انگ بھبوت رمائی تھی
سب خلقِ خدا سے بیگانہ، وہ مست قلندر دیوانہ
بیٹھا تھا جوگی مستانہ، آنکھوں میں مستی چھائی تھی
جوگی سے آنکھیں چار ہوئیں اور جھک کر ہم نے سلام کیا
تیکھے چتون سے جوگی نے تب ناظرؔ سے یہ کلام کیا

☆☆☆

کیوں بابا! نا حق جوگی کو تم کس لیے آ کے ستاتے ہو؟
ہیں پنکھ پکھیرو بن باسی، تم جال میں ان کو پھنساتے ہو؟
ہم حرص و ہوا کو چھوڑ چکے، اس نگری سے منہ موڑ چکے
ہم جو زنجیریں توڑ چکے، تم لا کے وہی پہناتے ہو؟
سنسار سے یاں مکھ پھیرا ہے، من میں ساجن کا ڈیرا ہے
یاں آنکھ لڑی ہے پیتم سے، تم کس سے آنکھ ملاتے ہو؟
یوں ڈانٹ ڈپٹ کر جوگی نے جب ہم سے یہ ارشاد کیا
سر اس کے جھکا کے چرنوں پر جوگی کو ہم نے جواب دیا

☆☆☆

ہیں ہم پردیسی سیلانی، یوں آنکھ نہ ہم سے چرا جوگی!
ہم آئے ہیں تیرے درشن کو، چتون پر میل نہ لا جوگی!
آبادی سے منہ پھیرا کیوں؟ جنگل میں کیا ہے ڈیرا کیوں؟
ہر محفل میں ہر منزل میں، ہر دل میں ہے نورِ خدا جوگی!
کیا مسجد میں کیا مندر میں، سب جلوہ ہے "وجہ اللہ" کا
پربت میں، نگر میں، ساگر میں، ہر اترا ہے ہر جا جوگی!
پھر جوگی جی بیدار ہوئے، اس چھیڑ نے اتنا کام کیا
پھر عشق کے اس متوالے نے، یہ وحدت کا اک جام دیا

☆☆☆

ان چکنی چپڑی باتوں سے مت جوگی کو پھسلا بابا!
جو آگ بجھائی جتنوں سے، پھر اس پہ نہ تیل گرا بابا!
ہے شہروں میں غل شور بہت اور کام کرودھ کا زور بہت
بستے ہیں نگر میں چور بہت، سادھوؤں کی ہے بن میں جا بابا!
ہے شہر میں شورشِ نفسانی، جنگل میں ہے جلوہ روحانی
ہے نگری ڈگری کثرت کی، بن وحدت کا دریا بابا!
دھن دولت آنی جانی ہے، یہ دنیا رام کہانی ہے
یہ عالم عالمِ فانی ہے، باقی ہے ذاتِ خدا بابا

☆☆☆

مشق

1- نظم "جوگی" کو پیشِ نظر رکھ کر مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات میں سے درست جواب۔ کے شروع میں (✓) کا نشان لگائیں۔

i- نظم "جوگی" کا شاعر کون ہے؟
ا۔ اسمٰعیل میرٹھی ب۔ حالؔی
ج۔ اقبالؔ د۔ خوشی محمد ناظر

ii- خوشی محمد ناظر کی وجہِ شہرت کیا ہے؟
ا۔ سیاست ب۔ وزارت
ج۔ شاعری د۔ تجارت

iii- شاعری میں خوشی محمد نے کس صنف میں لکھا؟

ا۔ غزل ب۔ نظم

ج۔ مثنوی د۔ مرثیہ

iv- ''ہم پردیسی سیلانی'' سے کیا مراد ہے؟

ا۔ عوام ب۔ جوگی

ج۔ شاعر د۔ شاعر اور جوگی

2- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- جوگی شہروں کو چھوڑ کر پہاڑ پر کیوں رہتا تھا؟

ii- شاعر نے جوگی کو شہر میں آ کر بسنے کے لیے کیا دلائل دیے؟

iii- جوگی نے شاعر کے دلائل کے جواب میں کیا کہا؟

3- نظم ''جوگی'' میں صبح کے منظر کی جو تصویر کشی کی گئی ہے اُسے اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

4- نظم ''جوگی'' کے مطالعے سے جوگی کا جو حلیہ آپ کے سامنے آتا ہے' اُسے مختصراً اپنے الفاظ میں لکھیں۔

5- نظم ''جوگی'' کے آخری چار اشعار کا مطلب لکھیں۔

6- نظم ''جوگی'' کا مرکزی خیال لکھیں۔

7- خوشی محمد ناظر کے بارے میں سوانحی و تنقیدی نوٹ لکھیں۔

8- درج ذیل تراکیب کی وضاحت کریں۔

مطلعِ تاباں۔ بقعۂ نور۔ ادائے گلبن۔ شورشِ نفسانی۔ جلوۂ روحانی۔

9- i- کمرہ آئینے کی طرح صاف ہے۔

ii- بادشاہ حاتم کی طرح سخی تھا۔

iii- اکبر شیر کی طرح بہادر ہے۔

ان جملوں میں کمرے کو آئینے کی مانند، بادشاہ کو حاتم کی مانند اور اکبر کو شیر کی مانند کہا گیا ہے۔ کیونکہ کمرے اور آئینے میں مشترک صفت ''صفائی''، بادشاہ اور حاتم میں مشترک صفت ''سخاوت'' اور اکبر اور شیر میں مشترک صفت ''بہادری'' ہے۔

کسی ایک شے کو کسی مشترک صفت کی بنا پر کسی دوسری شے کی مانند قرار دینا جب کہ وہ صفت دوسری چیز میں زیادہ نمایاں اور مشہور ہو تشبیہ کہلاتا ہے۔ آپ تشبیہ کی مزید تین مثالیں درج کریں۔

☆☆......☆☆......☆☆